گانا سننا اور سنانا

اس کتابچہ میں گانا، موسیقی، ڈھولک، سارنگی وغیرہ کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات لکھے گئے ہیں۔

تالیف

عبدالرؤف سکھروی

فہرست مضامین

- عرضِ مرتب ———— ۵
- گانا قرآن کریم کی رو سے حرام ہے ———— ۹
- حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے کا مقصد ۱۴
- صورتیں مسخ ہونا ———— ۱۵
- مسخ ہونے کا مطلب ———— ۱۷
- بانسری کی آواز سے بچنا ———— ۱۸
- بلا ارادہ کانوں میں گانے کی آواز آنا ———— ۱۹
- آلاتِ موسیقی حرام ہیں ———— ۲۰
- گانے والے کی نماز مقبول نہیں ———— ۲۱
- گانے سے لطف اندوزی کفر ہے ———— ۲۲
- گانے کی اجرت حرام ہے ———— ۲۳
- گانے سے نفاق پیدا ہوتا ہے۔ ———— ۲۵
- کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ ———— ۲۸
- دو ملعون آوازیں ———— ۱۹

- دو احمقانہ اور فاجرانہ آوازیں ——— ۳۰
- گھنٹی اور گھنگرو کا استعمال ——— ۳۱
- گانا سننے والوں کے لئے حضور ﷺ کی بددعا ۳۳
- گانے کو جائز کہنے والوں کے بے وزن دلائل ——— ۳۴
- عید کے دن گانے کا جواز ——— ۳۴
- دف کے ذریعہ نکاح کا اعلان ——— ۳۷
- روح کی غذا ——— ۳۹
- قوالی سننا اور سنانا ——— ۴۰
- سلطان الاولیاء کی قوّالی سے توبہ ——— ۴۱
- جس تقریب میں گانا ہو اس میں شرکت ——— ۴۷
- گانا نہ سننے کا ثواب ——— ۴۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرفِ آغاز

گانے کے موضوع پر سیدی و سندی و مولائی مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ بانی جامعہ دارالعلوم کراچی کا عربی زبان میں ایک رسالہ "کشف العنا عن وصف الغناء" ہے جس میں حضرت والا نے گانے کے متعلق قرآن وسنّت کے احکام اور علماء امّت کے اقوال نہایت تفصیل سے ذکر فرمائے ہیں، یہ رسالہ بہت مفصّل اور نہایت جامع ہے، مولانا عبدالمعز صاحب نے اس کا اردو زبان میں سلیس ترجمہ کیا ہے اور جگہ جگہ تشریحی حواشی لکھے ہیں، بہت سے نئے دلائل کا اضافہ کیا ہے اور موسیقی کے ناجائز ہونے پر جو اعتراضات کئے گئے ہیں، ان کا محققانہ اور کافی وشافی جواب دیا ہے۔
اس طرح اردو میں گانے کے موضوع پر یہ کتاب اپنی مثال آپ ہے کوئی اور کتاب ایسی جامع اور مفصّل احقر کی نظر سے نہیں گزری، تقریباً سوا چار سو صفحات پر یہ کتاب مشتمل ہے جس کا نام "اسلام اور موسیقی" ہے۔ جس شخص کو گانے اور موسیقی کے متعلق مفصّل

اور مدلّل مباحث کا مطالعہ کرنا ہو اس کو اسی کتاب کا مطالعہ کرنا چاہیئے

احقر نے محسوس کیا کہ علمی تحقیقات، جرح و تعدیل کے لحاظ سے ضروری کلام اور دیگر مباحث کی وجہ سے مذکورہ کتاب کافی ضخیم ہوگئی ہے، عام استعداد رکھنے والے اور زیادہ مصروف رہنے والے مسلمانوں کے لئے اس سے استفادہ دشوار ہے، لہذا احقر نے اس کا جامع خلاصہ لکھنے کی کوشش کی ہے اور کچھ نئی باتوں کا اضافہ بھی کیا ہے تاکہ ایک ہی نشست میں ہر شخص گانے کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پڑھ سکے اور اس کے گناہ ہونے کو سمجھ لے اور گانے کو جائز قرار دینے والوں کے مشہور اعتراضات کی حقیقت اور ان کے دلائل کا بے وزن ہونا بھی اس پر واضح ہوجائے تاکہ پورے اطمینان سے وہ گانے اور موسیقی کے گناہ سے بچ سکے، اللہ پاک سب مسلمانوں کو اس گناہ سے بچائے آمین.

بندہ عبدالرؤف سکھروی عفا اللہ عنہ

۲۹ - ۱۲ - ۱۴۱۶ھ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ مُحَمَّدٍ وَاٰلِہٖ

وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ:

آج ہمارے معاشرے میں گانا سُننا اور سُنانا بہت عام ہو چکا ہے، گھر گھر، گلی گلی اور بازار فلمی گانوں اور میوزک کی آواز سے گونج رہے ہیں، ٹی وی، وی سی آر اور ڈش انٹینا نے ان کو بامِ عروج پر پہنچایا ہوا ہے، بعض لوگ شادی بیاہ کی تقریبات میں گانوں کی آواز بلند کر کے پورے محلّے کو بلکہ سارے علاقہ والوں کو فلمی گانے، موسیقی اور میوزک سناتے ہیں، چاہے اس وقت کوئی نماز پڑھ رہا ہو یا قرآن کریم کی تلاوت کر رہا ہو یا ذکر میں مشغول ہو یا مطالعہ میں مصروف ہو یا آرام کر رہا ہو لیکن انھیں تو محلّہ اور علاقہ والوں کو ایک ایک گانا یاد کرانا ہے۔

گانے کی کیسٹوں کا کاروبار کرنے والے اور بعض

دیگر تاجر اور ہوٹل والے اپنی دکان پر بلند آواز سے گانے چلائے رکھتے ہیں، اسی طرح ویگن اور بس والے بھی دورانِ سفر گانا سُنانے کا سلسلہ جاری رکھتے ہیں، ایئر پورٹ اور ہوائی جہازوں میں بھی ہلکی آواز سے موسیقی سنائی جاتی ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ عام مسلمانوں کے دل سے اس کا گناہ ہونا نکل رہا ہے اور دینی رہنما بھی تھک ہار کر اس کے بارے میں کہنا سُننا چھوڑتے جا رہے ہیں۔

ایک زمانہ تھا کہ اگر کوئی غیر مسلم گانے باجے کے ساتھ اپنی بارات مسجد کے سامنے سے لے جاتا تو مسلمان اس کو مسجد کی بے حرمتی قرار دے کر ان سے لڑ جاتے اور جان دینے سے بھی دریغ نہ کرتے، لیکن آج مسلمان یا ان کی اولاد عین نمازوں کے اوقات میں مسجد کے سامنے فحش فلمی گانے بجاتے ہیں لیکن انھیں کوئی احساس نہیں، بلکہ اب تو گانا گانے کو اور گانا سننے کو روح کی غذا بتا کر حلال قرار دینے کی فکر کی جا رہی ہے جو نہایت سنگین صورت حال ہے اور ایمان شکن معاملہ ہے۔

اس لئے خیال آیا کہ اس بارے میں اللہ جلّ شانہٗ اور

رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے جو ارشادات موجود ہیں اختصار کے ساتھ انھیں جمع کرکے مسلمانوں کی خدمت میں پیش کیا جائے تاکہ وہ انھیں پڑھیں اور آگاہی حاصل کرکے خود بھی اس گناہ سے بچیں اور دوسرے مسلمانوں کو بھی بچائیں اور اب تک جو گناہ ہوا اس سے سچی توبہ کریں۔

گانا قرآن کریم کی رو سے حرام ہے

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے چار مقامات پر گانے سے منع فرمایا ہے۔ ان میں سے ایک مقام یہ ہے، اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِىْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ط اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ○ (لقمان - آیت: ٦)

ترجمہ: بعض لوگ ایسے ہیں جو ان باتوں کے خریدار ہیں جو اللہ تعالیٰ سے غافل کرنے والی ہیں، تاکہ بے سوچے سمجھے اللہ تعالیٰ کی راہ سے بھٹکائیں اور اس راہِ حق کا مذاق اڑائیں

یہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے ذلت آمیز عذاب ہے۔

(ف) اس آیت میں لَهْوَ الْحَدِيثِ سے مراد گانا ہے، چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جب اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا:

"قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں اس سے مراد گانا ہی ہے"

آپ نے یہ جملہ تین مرتبہ دھرایا (تاکہ پوچھنے والا اچھی طرح سمجھ لے)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ لَهْوَ الْحَدِيثِ سے گانا اور اسی قسم کی چیزیں مراد ہیں۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ مذکورہ آیت گانے بجانے کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور اس میں لَهْوَ الْحَدِيثِ سے مراد گانا اور اسی قسم کی دوسری چیزیں ہیں، جیسے رات گئے تک قصّے کہانیاں، لطیفہ گوئی اور خرافات وغیرہ سُننا، بلکہ ہر وہ چیز جو اللہ تعالیٰ کی عبادت سے اور اس کے ذکر سے غافل کر دے (سب اس میں شامل ہیں)

آیت کا مطلب یہ ہے کہ بعض لوگ اللہ تعالیٰ سے غافل کرنے

والی چیزوں کے خواہش مند ہیں یعنی وہ گانا سُننا اور سُنانا اور اسی طرح کی دوسری چیزیں پسند کرتے ہیں، ان کا یہ طرزِ عمل راہِ حق سے بھٹکانے بلکہ دینِ متین کا مذاق اڑانے کے برابر ہے کیونکہ دین کا مقصد انسان کو اللہ تعالیٰ سے جوڑنا ہے اور اس کی عبادت میں لگانا ہے اور گانا وغیرہ بالکل اس کی ضد اور اس کے خلاف ہے، لہٰذا ایسے لوگوں کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب ہے۔ اور جس چیز پر عذاب کی دھمکی دی جائے وہ ناجائز ہوتی ہے، اس لئے گانا سُننا اور سنانا حرام ہے۔

نیز آیتِ بالا جس سلسلے میں نازل ہوئی ہے اس سے بھی گانے اور قصّے کہانیوں کا اسلام کے خلاف ہونا معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نضر بن حارث کافروں میں ایک شخص تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سخت مخالف اور بدترین دشمن تھا وہ چاہتا تھا کہ لوگ قرآن کریم کی طرف متوجہ نہ ہوں، وہ تجارت کی غرض سے ملک فارس جاتا اور وہاں سے رستم اور اسفندیار کے قصّے خرید کر لاتا اور مکہ مکرمہ میں لوگوں کو جمع کر کے سُناتا تاکہ لوگ قرآن کریم سُننے اور اسلام

قبول کرنے سے باز رہیں۔ یہ دشمنِ اسلام لوگوں سے کہتا کہ یہ پیغمبر تم کو قومِ عاد اور قومِ ثمود کے قصّے سناتے ہیں، میں تم کو ایران کی مشہور لڑائیوں اور مشہور پہلوانوں کے قصّے سُناتا ہوں، تم ہی بتاؤ! دونوں قسم کے قصوں میں، دل چسپی کونسے قصّوں میں ہے؟ — بلکہ ایک دفعہ وہ ایک گانے والی لونڈی خرید کر لایا اور جس کو دیکھتا کہ وہ اسلام کی طرف مائل ہے اس کو اپنے گھر لے جاکر کھانا کھلاتا اور گانا سُنواکر قرآن کریم سے مقابلہ کرتا اور پوچھتا بتاؤ! مزہ اور دل لگی گانے میں ہے یا قرآن کریم میں؟ (العیاذ باللہ) سوال کا مقصد صرف اور صرف یہ تھا کہ لوگ ان قصے کہانیوں میں اور گانے باجے میں لگ جائیں اور قرآنی ہدایت سے متنفّر ہوجائیں اس لئے یہ آیت اسی شخص کے بارے میں نازل ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے ذریعہ ہر اس چیز کو حرام قرار دے دیا جو اللہ تعالیٰ کی عبادت سے اور اس کی یاد سے غافل کردے خواہ وہ قصّے کہانیاں ہوں یا ہنسنے ہنسانے کی باتیں اور خرافات ہوں یا گانا سننا سنانا ہو سب ناجائز ہیں۔ (تفسیر کشف الرحمٰن بتصرف کثیر ص ۶۵۵ ج دوم)

بہرحال قرآنِ کریم کی مذکورہ آیت اور دیگر آیات اور

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے والے بیسیوں اور ارشادات سے واضح طور پر ثابت ہے کہ فلمی اور غیر فلمی گانے، موسیقی، ڈھولک سارنگی، ہارمونیم، بانسری، جھانجھ، ڈسکو، میوزک، ڈرامے، جھوٹی کہانیاں، ناولیں، برہنہ یا نیم برہنہ البم اور فلمیں وغیرہ سب ناجائز ہیں، ان میں مشغول ہونا یا دوسروں کو ترغیب دینا بلاشبہ گناہ ہے۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے لے کر آج تک ناچ گانا دشمنانِ اسلام کی وہ ٹھنڈی تلوار ہے جس کو انہوں نے ہمیشہ اسلام کو مٹانے اور مسلمانوں کو تباہ کرنے کے لئے استعمال کیا ہے، آج کل ٹی وی، وی سی آر اور ڈش انٹینا کے ذریعہ عریاں فلمیں، فحش ڈرامے، ناچ و گانے، چوری ڈکیتی اور قتل و غارت گری کے پروگرام دکھا کر یہ مقصد خوب حاصل کیا جا رہا ہے تاکہ مسلمان ان میں منہمک رہیں اور عیش پرستی میں غرق ہو کر اپنا دین و مذہب چھوڑ دیں اور آخرت سے غافل ہوں اور ان کے غلام رہیں اور پھر کبھی بھی ان کے مقابلہ میں نہ آسکیں۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ دشمنانِ اسلام کے اس خفیہ ہتھیار سے اور خاموش

تلوار سے بچیں !

گانے کے بارے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چند ارشادات یہ ہیں :

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے کا مقصد

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا : بلاشبہ میں (دنیا میں) بانسریاں (یعنی آلاتِ موسیقی) توڑنے کے لئے بھیجا گیا ہوں ۔ (نیل الاوطار)

حضرت اُمامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا : بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مجھے مسلمانوں کے لئے ہدایت و رحمت بنا کر بھیجا ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ میں بانسری طنبور، صلیب اور امور جاہلیت کو مٹا دوں ۔ (ابوداؤد)

حضرت اِبنِ عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : مجھے حکم دیا گیا ہے کہ ڈھول اور بانسری مٹا دوں (جمع الجوامع)

(ف) ان تینوں احادیث سے واضح ہوا کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ

علیہ وسلم کے دنیا میں تشریف لانے کا مقصد جہاں کفر و شرک کو مٹانا اور توحید کی دعوت دینا تھا وہاں آپ کا مقصد یہ بھی تھا کہ آپ دنیا سے گانا باجا، ڈھولک، سارنگی اور تمام آلاتِ موسیقی توڑ دیں اور ان کا نام و نشان مٹا دیں —— اب آپ ذرا غور کریں جن پر ہم ایمان رکھتے ہیں اور ان کے نام لیوا ہیں وہ دنیا سے ناچ گانا مٹانے کے لئے تشریف لائے اور ہم ناچ و گانے اور موسیقی میں مشغول ہو کر آپ کے تشریف لانے کے مقصد کی مخالفت کریں کتنے افسوس اور خطرہ کی بات ہے !! ہمارے دین و ایمان کا ہم سے یہ مطالبہ ہے کہ ہم اپنے نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کرتے ہوئے ہر قسم کے ناچ و گانا سننے سے بچیں ! اور اس مشغلہ کو ہمیشہ کے لئے خیرباد کہہ دیں ۔

صورتیں مسخ ہونا

حضرت اَبُوھُرَیرَہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : قیامت کے قریب میری امت کے کچھ لوگوں کی صورتیں مسخ کر کے انھیں بندروں اور خنزیروں کی صورتوں

میں بدل دیا جائے گا، صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا وہ لوگ مسلمان ہوں گے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: ہاں وہ لوگ اس بات کی گواہی دیں گے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور وہ روزے بھی رکھیں گے، صحابہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ! پھر ان کا یہ حال کیوں ہوگا؟ آپ نے فرمایا وہ لوگ باجوں اور گانے والی عورتوں کے عادی ہو جائیں گے، شرابیں پیا کریں گے، ایک شب جب وہ شراب نوشی اور لہو و لعب میں مشغول ہوں گے تو صبح تک ان کی صورتیں مسخ ہو چکی ہوں گی

(ابن حبان)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: اس امت میں زمین میں دھنسنے، صورتیں بگڑنے اور پتھروں کی بارش کے واقعات ہوں گے، عرض کیا گیا یا رسول اللہ! ایسا کب ہوگا؟ آپ نے فرمایا: جب گانے والیاں عام ہو جائیں گی اور شراب حلال سمجھی جائے گی

(ابن ماجہ)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ : اس امّت میں بھی زمین میں دھنسنے، صورتیں مسخ ہونے اور پتھروں کی بارش کے واقعات ہوں گے، مسلمانوں میں سے ایک شخص نے پوچھا، یا رسول اللہ! ایسا کب ہوگا؟ آپ نے فرمایا: جب گانے والی عورتوں اور باجوں کا عام رواج ہو جائے گا، اور کثرت سے شرابیں پی جائیں گی۔ (ترمذی)

مسخ ہونے کا مطلب

ان احادیث میں گانا گانے اور گانا سننے والوں کے بارے میں کتنی خوفناک وعید مذکور ہے، پچھلی امّتوں میں بنی اسرائیل پر ان کی نافرمانی کی وجہ سے بندر اور خنزیر بننے کا عذاب آیا تھا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت میں گانا سننے سنانے والوں کے لئے اس عذاب کی دھمکی دی گئی ہے اس لئے گانا سُننے سُنانے سے پرہیز کرنا چاہئے۔ البتہ احادیثِ بالا میں گانا کا مشغلہ رکھنے والوں کے خنزیروں اور بندروں کی شکل میں تبدیل ہونے کے متعلق علماء کرام کے دو قول ہیں، بعض علماء فرماتے ہیں کہ واقعۃً ان لوگوں کی شکلیں بندروں اور خنزیروں کی شکل میں تبدیل ہوجائیں گی اور وہ

انسانوں کے بجائے بندر اور خنزیر بن کر رہ جائیں گے اور غالباً یہ اس زمانہ میں ہوگا جب قیامت کی بڑی بڑی نشانیاں ظاہر ہوجائیں گی اور یہ بھی اس کی ایک بڑی نشانی ہوگی۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہاں مسخ کے حقیقی معنی مراد نہیں بلکہ مجازی معنی مراد ہیں اور یہ کہ گانے سے دو صفات پیدا ہوتی ہیں ایک بے حیائی اور بے غیرتی، دوسرے بے وقاری اور نقّالی ـــ بے حیائی بے غیرتی کا اصل مالک خنزیر ہے، بے وقاری اور نقالی کا حقیقی مالک بندر ہے لہذا گانا سننے سنانے والوں میں اس گناہ کی وجہ سے بے غیرتی، بے شرمی، نقّالی اور بے وقاری پیدا ہوگی۔ چنانچہ گانے کا شغل رکھنے والوں میں ان دو خصلتوں کا مشاہدہ آج بھی عام ہے کہ ایسے لوگوں میں شرم و حیا کا نام نہیں ہوتا اور دوسروں کی نقّالی اور فیشن پرستی میں دن رات مبتلا رہتے ہیں گویا ان کا باطن پوری طرح بندر اور خنزیر بن چکا ہے، اللہ تعالیٰ کی پناہ!

بانسری کی آواز سے بچنا

حضرت نافع رحؒ سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نے ایک مرتبہ ایک چرواہے کی بانسری کی آواز سنی تو اپنے دونوں کانوں پر انگلیاں رکھ لیں اور اپنی سواری کو راستے سے موڑ لیا، پھر کہنے لگے نافع! آواز آرہی ہے؟ حتیٰ کہ میں نے عرض کیا اب آواز نہیں آرہی، تو آپ نے اپنے کانوں پر سے ہاتھ ہٹالئے، اور اسی راستے پر آگئے، پھر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے چرواہے کی بانسری کی آواز سن کر ایسا ہی کیا تھا۔

(ابوداؤد)

(ف) اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے بندوں کا شیوہ ہے کہ وہ گانا اور بانسری وغیرہ کی آوازیں جان بوجھ کر تو سنتے ہی نہیں لیکن اگر کبھی بلاقصد وارادہ بھی سننے میں آجائیں تو کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیتے تھے، ہمیں بھی ان کے نقشِ قدم پر چلنا چاہیئے۔

بلا ارادہ کانوں میں گانے کی آواز آنا

آج کل گانوں کی آواز اتنی عام ہے کہ کوئی گلی، کوئی بازار اس سے خالی نہیں جہاں سے گذریں بلا اختیار گانوں کی آواز کانوں میں آتی ہے، کسی بس یا ویگن میں سفر کریں تو ان میں بھی گانوں کے

کیسٹ چلائے جاتے ہیں اور منع کرنے کے باوجود وہ بند نہیں کرتے اور سفر بھی ناگزیر ہوتا ہے، ایسی صورت میں مسئلہ یہ ہے کہ گانا سننے کے گناہ کا دارومدار قصد وارادہ پر ہے یعنی جان بوجھ کر گانا سننے سے گناہ ہوتا ہے، لیکن اگر بلا قصد وارادہ گانے باجے کی آواز کان میں پڑ جائے تو گناہ نہیں، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کو جو آواز سنائی دے رہی تھی وہ بلا قصد واختیار تھی اور ان کے لئے کان بند کرنا ضروری نہ تھا، لیکن انہوں نے ازراہِ تقویٰ کان بند کر لئے خصوصًا اس وجہ سے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایسے موقعہ پہ کان بند کر لیئے تھے۔ چنانچہ آج بھی اگر کوئی گانے وغیرہ کی آواز سے کان بند کر لے تو بہتر ہے، لیکن اگر کوئی کان بند نہ کرے اور یوں ہی گزر جائے یا سواری میں بیٹھا رہے اور قصدًا گانا نہ سُنے تو گناہ نہیں۔

آلاتِ موسیقی حرام ہیں

حضرت عَبدُاللہ بن عُمر رَضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے شراب، جوا، طبل اور طنبور کو حرام

کیا ہے، نیز ہر نشہ آور چیز حرام ہے (ابوداؤد)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ اللہ تعالےٰ نے شراب، جوے اور طبل کو حرام کیا ہے، نیز ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔ (ابوداؤد)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ طبل حرام ہے، شراب حرام ہے اور بانسریاں حرام ہیں۔ (رواہ مسدد)

(ف) ان احادیث سے معلوم ہوا کہ طبل یعنی ڈھول، طنبورہ یعنی ستار اور بانسریوں کا استعمال حرام ہے اور ان آلات کا ذکر بطور مثال کے ہے ورنہ تمام آلاتِ موسیقی کا یہی حکم ہے۔ بہرحال گانا گانا الگ گناہ ہے اور گانے کے ساتھ استعمال ہونے والے آلات جدا حرام ہیں دونوں سے بچنا چاہیئے۔

گانے والے کی نماز مقبول نہیں

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات کسی شخص کے گانے کی آواز

سنی تو آپ نے تین مرتبہ فرمایا: اس کی نماز مقبول نہیں، اس کی نماز مقبول نہیں، اس کی نماز مقبول نہیں (نیل الاوطار)

(ف) گانا سننا اور سنانا ایسا منحوس عمل ہے کہ اس میں مشغول ہونے والا شخص اگر نماز ادا کرے تو گو فرض اس کے ذمہ سے اتر جائے لیکن اس کی نماز مقبول نہ ہوگی اور باعثِ اجر و ثواب نہ ہوگی۔ اور پیچھے حدیث میں گزر چکا ہے کہ گانا سننے والے، باوجود مسلمان ہونے کے اور نماز روزہ ادا کرنے کے ان کی شکلیں بندروں اور خنزیروں کی صورتوں میں بدل جائیں گی۔ لہذا گانے کا شغل رکھنے والے اپنے انجام پر غور کرلیں!

گانے سے لطف اندوزی کفر ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گانا باجا سننا گناہ ہے، اور (گانا سننے) کے لئے بیٹھنا نافرمانی ہے اور اس سے لطف لینا کفر ہے۔ (نیل الاوطار)

ف: حدیث میں کفر سے "کفرانِ نعمت" مراد ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو یہ اعضاء و جوارح اس لئے دیئے ہیں کہ ان سے وہ اللہ تعالیٰ

کے احکامات بجا لائے اور اپنی تمام طاقتوں اور صلاحیتوں کو اس کی عبادات میں لگائے، لیکن اگر وہ ایسا کرنے کے بجائے انہی چیزوں کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں اور گناہوں میں صرف کرنے لگے تو یہ سب سے بڑی ناشکری اور ناقدری ہے، اس لئے گانا سننے سنانے سے بچنا چاہیئے۔

گانے کی اجرت حرام ہے

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گانے والی عورت کی اُجرت اور اس کا گانا دونوں حرام ہیں (طبرانی)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گانے والی اور نوحہ کرنے والی عورتوں سے روکا ہے اور ان کی خرید و فروخت سے منع کر دیا ہے اور فرمایا ہے کہ ان عورتوں کی کمائی حرام ہے۔ (ترمذی)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: میں گانے کے آلات توڑنے کے لئے بھیجا گیا ہوں (اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ) گانے والے مرد اور گانے والی عورت کی کمائی حرام ہے اور فاحشہ عورت کی آمدنی

بھی حرام ہے اور اللہ تعالیٰ نے ضابطہ بنالیا ہے کہ جنت میں حرام آمدنی سے پرورش پانے والے جسم کو داخل نہیں کریں گے۔ (کنزالعمال)

ایک دوسری روایت میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ گانے والی عورت کی کمائی حرام ہے اور اس کا گانا سننا اور اس کی طرف دیکھنا بھی حرام ہے۔ نیز اس کی اجرت لینا اسی طرح حرام ہے جس طرح کتے کی قیمت لینا حرام ہے اور جو گوشت حرام کی کمائی سے پروان چڑھتا ہے، دوزخ کی آگ اس کی زیادہ مستحق ہے۔ (المعجم الکبیر)

ف : ان احادیث سے چند باتیں معلوم ہوئیں :

(۱) گانا گانا حرام ہے۔

(۲) گانا گانے کا معاوضہ لینا دینا حرام ہے۔

(۳) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گانے کے آلات توڑنے کے لئے بھیجے گئے ہیں۔

(۴) گانا سننا اور گانے والی عورت کی طرف دیکھنا حرام ہے۔

(۵) حرام کی کمائی سے پرورش پانے والا جسم جنّت میں نہ جائے گا وہ صرف دوزخ کے لائق ہے۔

آج کل فلمی دنیا میں گانا گانے والے مرد و عورت گانے کی

بھاری اجرت وصول کرتے ہیں اور کمائی کا یہ اعلیٰ ذریعہ ہے لیکن حرام کی اجرت بہرحال حرام ہوتی ہے لہذا جب گانا حرام ہے تو اس کا معاوضہ بھی حرام ہے اور گانے والی عورت کیطرف شہوت سے دیکھنا اور گانا سننا بھی حرام ہے، آج گھر گھر ٹی وی پر وی سی آر یا ڈش انٹینا کے ذریعہ یہ گناہ عام ہو چکا ہے۔ افسوس کہ اب مسلمانوں کے ذہن سے اس کا گناہ ہونا بھی نکلتا جا رہا ہے بہرحال ہر مسلمان مرد و عورت کو گناہ کی ان تمام صورتوں سے بچنا چاہئے۔

گانے سے نفاق پیدا ہوتا ہے

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: گانا دل میں اسی طرح نفاق پیدا کرتا ہے جس طرح پانی کھیتی اگاتا ہے۔ (رواہ البیہقی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گانے کی محبت دل میں اس طرح نفاق پیدا کرتی ہے جس طرح پانی سبزہ اگاتا ہے۔ (دیلمی)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے

کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : گانا باجا سننے سے بچو! اس لئے کہ یہ دل میں نفاق پیدا کرتے ہیں جس طرح پانی کھیتی اگاتا ہے۔ (رواہ المصری)

ف : ان احادیث سے معلوم ہوا کہ گانا سننے سنانے سے انسان میں نفاق پیدا ہوتا ہے اور نفاق کی حقیقت یہ ہے کہ ظاہر میں کچھ اور باطن میں کچھ۔

جو شخص گانے باجے میں مشغول رہتا ہے عام طور پر اس کا دو حال میں سے ایک حال ضرور ہوتا ہے یا وہ باوجود مسلمان ہونے کے نماز، روزہ اور دیگر احکام کا تارک ہوگا اور کھلم کھلا گانا گانے اور سننے کا گناہ کرے گا اس حالت میں وہ بدترین قسم کا فاسق و فاجر انسان ہوگا، آج بھی گانے کا مشغلہ رکھنے والے بہت سے مسلمانوں کا یہی حال ہے ــــ یا بظاہر وہ نماز روزہ کا پابند ہوگا اور دوسرے احکام بھی بجا لائے گا، لیکن ساتھ ساتھ ناچ گانے سے بھی لطف اندوز ہوتا ہوگا تو اس صورت میں وہ جیسا نظر آتا ہے ویسا نہیں ہے، ظاہر سے تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ظاہر کرتا ہے کیونکہ ظاہری احکام ادا کر رہا ہے لیکن دل میں گانے اور موسیقی کی

محبت بھری ہوئی ہے جس کی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی ممانعت اور ان کی ناراضگی کو بھی نظر انداز کر رہا ہے اور اس کے دل میں ناچ و گانے کی محبّت خدا اور اس کے رسول کی محبّت سے زیادہ ہے اور یہ بھی نفاق ہے۔

نیز گانا اور موسیقی انسان میں اس قدر غفلت پیدا کرتے ہیں کہ آدمی میں قرآن کریم کو سمجھنے، اس پر غور کرنے اور اس پر عمل کرنے کا جذبہ اور شوق ہی ختم ہو جاتا ہے بلکہ رفتہ رفتہ وہ انسان کے شہوانی جذبات میں تیزی پیدا کر کے اس کو بدنظری، جنسی بے راہ روی، بدکاری اور زنا جیسے بدترین گناہ میں مبتلا کرتا ہے جو قرآن کریم کی تعلیم کے بالکل الٹ ہے، کیونکہ قرآن کریم انسان کو نفسانی خواہشات کی پیروی سے روکتا ہے عفّت اور پاکدامنی کا حکم دیتا ہے، شہوانی جذبات میں کنٹرول پیدا کر کے بدکاری اور زناکاری سے باز رکھتا ہے۔ اس طرح گانا قرآنی تعلیم کے بالکل خلاف محض شیطان کی پیروی کی دعوت دیتا ہے جو سراسر نفاق ہے ـــ لہٰذا ہر مسلمان کو اپنا دین و ایمان نفاق سے اور شیطان کے اس سلو پائزن سے بچانا چاہیئے جس کا واحد طریقہ یہی ہے کہ ناچ و گانے کے گناہ سے سچی توبہ کریں اور نکاح کی تقریبات میں بھی اس گناہ سے بچیں،

اور عام زندگی میں بھی اس سے اجتناب کریں ۔

کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : جو شخص کسی گانے والی باندی کے پاس اس لئے بیٹھے تاکہ اس کا گانا سنے تو قیامت کے دن اس کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائے گا ۔ (ابن عساکر)

ف : فلمیں خواہ سینما ہال میں دیکھیں یا ٹی وی پر ان میں جہاں یہ اہم مقصد ہوتا ہے کہ گانے اور ناچنے والی عورت کو دیکھیں اور اس کے حسن وجمال سے جنسی لطف اٹھائیں وہاں یہ مقصد بھی ہوتا ہے، کہ اس کا گانا سنیں بلکہ گانا سننے کے ذرائع بنسبت دیکھنے کے زیادہ وسیع ہیں ۔ گانے ریڈیو پر اور کیسٹ کے ذریعہ ٹیپ ریکارڈر پر بھی عام سنے اور سنائے جاتے ہیں ، لیکن ہر حال میں گانا سننا اور سنانا گناہ ہے دنیا کی چند روزہ زندگی میں شاید کچھ پتہ نہ چلے لیکن اس کا انجام قیامت کے دن یہ ہو گا کہ جہنم کی آگ میں پگھلا ہوا سیسہ اس کے کانوں میں ڈالا جائے گا اور قیامت کا دن ، حساب و

کتاب اور عذاب و ثواب سب بالکل برحق ہے۔ اب آپ سوچ لیں!!

دو ملعون آوازیں

حضرت انس اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ : دو قسم کی آوازیں ایسی ہیں جن پر دنیا اور آخرت دونوں میں لعنت کی گئی ہے، ایک خوشی کے موقعہ پر باجے تاشے کی آواز، دوسرے مصیبت کے موقعہ پر رونے اور نوحہ کی آواز۔ (رواہ البزار)

ف : ہر انسان کو عموماً دو حالتیں پیش آتی ہیں، ایک غم کی حالت دوسری خوشی کی حالت ہر دو حالتوں میں دو عبادتوں کا حکم ہے، غم کی حالت میں صبر کرنا اور اللہ تعالیٰ کی مشیت پر راضی رہنا اور خوشی کی حالت میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا، اور صبر و شکر بڑی عظیم عبادتیں ہیں قرآن و حدیث ان کے اجر و ثواب سے بھرے ہوئے ہیں، شیطان انسان کا ازلی دشمن ہے وہ ہر موقعہ پر انسان کو عبادت سے ہٹا کر گناہ میں لگانے کی کوشش کرتا ہے تاکہ وہ

ثواب سے اور اللہ تعالیٰ کی رضا سے محروم ہو۔ یہاں بھی اس نے یہی کیا کہ غم کے موقعہ پر سینہ پیٹنے، گریبان پھاڑنے اور حد سے زیادہ رونے دھونے میں لگا دیا اور خوشی کے موقعہ پر گانے بجانے اور ناچنے میں مشغول کر دیا اور یہ دونوں ہی بڑے گناہ ہیں اسی لئے ان پر لعنت ہے، راہِ نجات یہی ہے کہ گانے باجے سے اور نوحہ سے پرہیز کریں۔

دو احمقانہ اور فاجرانہ آوازیں

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ تھاما اور میں آپ کے ساتھ آپ کے بیٹے حضرت ابراہیم کے پاس چلا آیا، حضرت ابراہیم اس وقت نزع کی حالت میں تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنی گود میں اٹھا لیا یہاں تک کہ ان کا انتقال ہو گیا، پھر آپ نے انھیں گود سے اتار دیا اور رونے لگے، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ رو رہے ہیں، حالانکہ آپ نے رونے سے منع فرمایا ہے؟ آپ نے جواب دیا: میں نے رونے سے منع نہیں کیا، البتہ دو احمقانہ اور فاجرانہ آوازوں

سے منع کیا ہے، ایک خوشی کے موقعہ پر کھیل کود اور شیطانی باجوں کی آواز سے، دوسرے مصیبت کے وقت چہرہ پیٹنے، گریبان چاک کرنے اور رونے کی آواز سے (حاکم)

ف: کسی کے انتقال پر حدِ اعتدال میں رونا اور اس کی جدائی پہ آنسو بہانا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اس کی کوئی ممانعت نہیں، ممانعت اس رونے کی ہے جو حد سے زیادہ ہو جس میں چہرہ نوچا جائے، سینہ پیٹا جائے، گریبان چاک کیا جائے اور بین کر کے رویا جائے اور شادی بیاہ یا کسی اور خوشی کے موقعہ پہ گانا باجا اور کھیل تماشا بھی گناہ ہیں، کیونکہ یہ سب اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کے خلاف ہیں اور آخرت سے غافل کرنے والی ہیں۔

گھنٹی اور گھنگرو کے استعمال کی ممانعت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: گھنٹی شیطان کے باجے ہیں۔ (مسلم وابوداؤد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: فرشتے اس جماعت میں شریک نہیں ہوتے جس میں کتا یا گھنٹی ہو۔ (مسلم و ابو داؤد)

حضرت خوط ابن عبد العزیٰ سے روایت ہے کہ مصر سے ایک قافلہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا ان کے جانوروں پر گھنٹیاں بندھی ہوئی تھیں، آپ نے انھیں حکم دیا کہ گھنٹیاں کاٹ دیں اسی وجہ سے آپ نے گھنٹی مکروہ قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ فرشتے ایسی جماعت کے ساتھ نہیں رہتے جس میں گھنٹی ہو۔ (رواہ مسدد)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس ایک مرتبہ ایک بچی لائی گئی جو گھنگرو پہنے ہوئی تھی اور گھنگرو بول رہے تھے تو آپ نے فرمایا کہ ان کو میرے پاس نہ لایا کرو جب تک ان کے گھنگرو نہ کاٹ دو! اس لئے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ اس گھر میں فرشتے داخل نہیں ہوتے جس میں گھنٹی ہو۔ (ابو داؤد)

ف - ان احادیث سے معلوم ہوا کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف گانے باجوں سے منع فرمایا ہے بلکہ گھنٹی اور گھنگرو باندھنے سے بھی منع فرمایا، کیونکہ یہ بھی گانے باجے کے آلات میں داخل ہیں اور

ناچ و گانے میں زبردست مددگار ہیں بلکہ گھنگرو کے بغیر ناچ و رنگ ہیں جان ہی نہیں پڑتی۔ اسی ممانعت میں جانوروں کے گلے اور پیروں میں گھنٹی اور گھنگرو باندھنا بھی داخل ہے۔ اسی طرح بعض عورتیں گھنگرو اور پازیب کنگن آوازدار استعمال کرتی ہیں ان کو کو بھی اس سے بچنا چاہیئے۔ البتہ سادہ پازیب کنگن، جن سے آواز پیدا نہ ہو ان کا استعمال درست ہے۔

گانا سُننے والوں کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سفر میں تھے کہ آپ نے دو آدمیوں کے گانے کی آواز سُنی، ان میں سے ایک شعر پڑھتا تھا اور دوسرا اس کا جواب دیتا تھا، آپ نے فرمایا ذرا دیکھو! یہ کون لوگ ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا فلاں فلاں ہیں آپ نے ان کے لئے بددعا فرمائی اور کہا اے اللہ! انہیں جہنم میں الٹ دے اور آگ میں دھکیل دے۔ ((مجمع الزوائد)

مذکورہ بالا آیات و احادیث سے واضح ہوگیا کہ گانا سُننا اور سنانا حرام ہے اور اس کے ناجائز ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔ ہر مسلمان مرد و عورت کو اس گناہ سے بچنا چاہیئے۔

بعض لوگ گانے کو جائز قرار دینے کے لئے عجیب وغریب دلائل دیا کرتے ہیں جنہیں سن کر بعض سادہ لوح مسلمان بھی شک میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اختصار سے ان کا بھی ذکر کیا جاتا ہے۔

گانے کو جائز کہنے والوں کے بے وزن دلائل

عید کے دن گانے کا جواز

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے یہاں تشریف لائے، اس وقت دو لڑکیاں میرے پاس بیٹھی جنگِ بُعَاث کے گیت گا رہی تھیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم بستر پر لیٹ گئے اور دوسری طرف منہ پھیر لیا، اتنے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آ گئے انہوں نے مجھے ڈانٹا اور فرمایا یہ شیطانی راگ حضور کے سامنے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا جانے بھی دو، جب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوسرے کاموں میں لگے تو میں نے ان دونوں لڑکیوں کو اشارہ کیا اور وہ باہر نکل گئیں یہ عید کا دن تھا۔ (صحیح بخاری)

بخاری شریف کی دوسری روایت میں ہے کہ حضرت

عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے تو اس وقت دو انصاری لڑکیاں میرے پاس بیٹھی وہ اشعار گا رہی تھیں جو انصار نے جنگِ بغاث میں کہے تھے، یہ دونوں لڑکیاں کوئی پیشہ ور گانے والیاں نہیں تھیں، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انھیں دیکھتے ہی کہا "یہ شیطانی راگ حضور کے گھر میں؟" یہ عید کے دن کا واقعہ ہے، تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوبکر ہر قوم کے لئے عید کا دن ہوتا ہے اور آج ہماری عید ہے۔ (صحیح بخاری)

ف۔ بعض لوگ مذکورہ حدیثوں کے حوالہ سے گانا گانے اور سننے کو جائز قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جب عید کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر لڑکیاں گانا گا رہی تھیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اجازت دی تو ہمارے لئے بھی شادی بیاہ اور ہر خوشی کے موقع پر گانا سننا اور سنانا درست ہے۔ لیکن ایسے لوگوں کا ان احادیث سے گانے کی اجازت نکالنا درست نہیں کیونکہ ان احادیث میں سرے سے گانے کا کوئی ذکر ہی نہیں بلکہ جنگِ بغاث کے گیت اور اشعار ترنّم سے پڑھنے کا ذکر ہے اور ایسے اشعار کا گانے سے کوئی

تعلق نہیں اور جنگِ بعاث اس جنگ کا نام ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ طیبّہ کی طرف ہجرت کرنے سے تین سال پہلے قبیلۂ اوس اور خزرج کے درمیان ہوتی تھی یہ لڑکیاں جو اشعار پڑھ رہی تھیں وہ اس جنگ میں شجاعت اور بہادری کے جذبات ابھارتے سے متعلق تھے جو ایک طرح سے جہاد کے لئے معاون اور مفید تھے نیز یہ لڑکیاں ابھی نابالغ اور غیر مکلّف تھیں، کوئی پیشہ ور گانے والیاں نہیں تھیں، اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع نہیں فرمایا ورنہ گانے کی طرح اگر یہ اشعار عشقیہ اور ناجائز مضامین پر مشتمل ہوتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہرگز خاموش نہ رہتے بلکہ آپ ضرور منع فرماتے، اور حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان لڑکیوں کو اس لئے منع فرمایا کہ صحابۂ کرام میں عام طور پر یہ بات معروف تھی کہ گانا گانا، ناجائز اور شیطانی کام ہے اور انھیں یہ اشعار بھی گانے کے مشابہ محسوس ہوئے اس لئے منع کیا، جس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ " جانے بھی دو آج عید کا دن ہے " درگذر سے کام لو۔

خلاصہ یہ ہے کہ ان احادیث سے گانے باجے کا جائز ہونا ثابت نہیں ہوتا۔

دف کے ذریعہ نکاح کا اعلان

حضرت رُبَیّعؓ فرماتی ہیں کہ جب میری رخصتی ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور اسی طرح بیٹھے جس طرح تم میرے سامنے بیٹھے ہو، اتنے میں ہماری کچھ بچیوں نے دف پر گا گا کر میرے مقتول باپ و دادا کا مرثیہ کہنا شروع کیا، اس دوران، ان میں سے ایک لڑکی نے یہ مصرعہ پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے: "اور ہم میں ایک ایسا نبی ہے جو کل کی بات جانتا ہے" حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سن کر فرمایا اسے رہنے دو اور جو پہلے کہہ رہی تھیں وہی کہتی رہو۔ (بخاری شریف)

ف ۔ حضرت رُبَیّعؓ وہ صحابیہ ہیں جن کے والد اور دو چچا حضرت معاذ اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہما غزوۂ بدر میں شہید ہو گئے تھے، گانے والی بچیاں غزوۂ بدر میں ان کے والد اور چچاؤں کی دلیری اور بہادری پر مشتمل اشعار گا رہی تھیں اور چونکہ غیب دان ہونا صرف اللہ تعالیٰ کی خصوصیت ہے اور ایک لڑکی کے مصرعہ میں علم غیب کی نسبت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی گئی تھی، اس لئے آپ نے اس مصرعہ کو پڑھنے سے منع فرمایا، نیز اشعار گانے والی کم سن بچیاں تھیں، بالغ عورتیں نہ تھیں اور وہ بھی دف پر شادی میں جنگی اشعار

گا رہی تھیں،

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نکاح کا اعلان کیا کرو، نکاح مسجد میں پڑھا کرو اور اس موقعہ پر دف بجاؤ۔ (ترمذی شریف)

ف۔ ان دونوں حدیثوں میں اور بعض دوسری حدیثوں میں نکاح کے موقعہ پر دف بجانے کا ذکر ہے جن سے مقصود نکاح کا اعلان اور اس کی اطلاع کرنا ہے۔ اس لئے حضرات علماء کرام رحمہم اللہ نے فرمایا ہے کہ نکاح کے موقعہ پر نکاح کا اعلان کرنے کے لئے دف بجانا جائز ہے جبکہ اس کے ساتھ کسی اور حرام کام کا ارتکاب نہ ہو، اور دف اتنی آواز سے بجانا چاہیئے جس سے اعلانِ نکاح کی ضرورت پوری ہو جائے اور نکاح کا اعلان دف بجا کر کرنا بھی ضروری نہیں ہے۔ اگر کسی اور طریقے سے لوگوں کو نکاح کی اطلاع ہو جائے وہ بھی کافی ہے، بلکہ بعض علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے دف بجا کر نکاح کا اعلان کرنے سے منع فرمایا ہے۔ (کذا فی امداد الفتاویٰ ج-۲ ص ۲۳۸) اس لئے نکاح کے اعلان کے لئے دف نہ بجانے میں احتیاط ہے تاہم یہ ساری تفصیل نکاح کا اعلان کرنے کی غرض سے دف بجانے کے متعلق ہے۔

بعض لوگوں نے دف کی اجازت پر قیاس کر کے مروّجہ گانوں اور گانے بجانے کے آلات جیسے ڈھولک، سارنگی، ہارمونیم اور ڈسکو وغیرہ کو بھی جائز سمجھ لیا ہے یہ سراسر غلط ہے کیونکہ گانا باجا اور آلاتِ موسیقی از روئے شریعت حرام ہیں اور ان سے بچنے کی خاص تاکید ہے جیسا کہ پہلے گزر چکا، اور دف کی اجازت نکاح کے اعلان کی غرض سے ہے اس لئے اس پر قیاس کرنا درست نہیں۔

روح کی غذا

بعض لوگ موسیقی اور گانے باجے کو جائز قرار دیتے ہوئے یہ دلیل دیتے ہیں کہ "موسیقی روح کی غذا ہے" یہ بھی غلط ہے، کیونکہ جو چیز حرام ہو وہ روح کی غذا نہیں ہو سکتی جیسے سور اور بلّی حرام ہے وہ انسانی غذا نہیں بن سکتی، پھر اگر مزید غور کیا جائے تو گانا اس لئے بھی روح کی غذا نہیں کہ غذا اس کو کہتے ہیں جو کھانے کے بعد جسم میں نشو ونما کا باعث بنے اور صحت کے لئے مضر نہ ہو، مثلاً ہم انسان کی غذا گندم، چاول، سبزیاں، حلال گوشت اور پھل وغیرہ کو قرار دیتے ہیں، یہ نہیں کہتے کہ بھوسہ، چارہ، کیڑے مکوڑے

سانپ، بچھو، شراب، ہیروئن انسان کی غذا ہیں، کیونکہ یہ سب انسان کے جسم اور اس کی صحت کے لئے نقصان دہ ہیں — بالکل اسی طرح گانا کانوں کے ذریعہ انسان کے اندر جنسی اور شہوانی جذبات ابھار کر اس کو عیاشی اور بدکاری کے لئے تیار کرتا ہے جو انسان کی روح کے لئے سخت مضر ہے اور مضر چیز غذا نہیں ہو سکتی۔ اسلئے گانوں کو روح کی غذا قرار دینا درست نہیں۔

قوالی سننا اور سنانا

بعض لوگ گانا سننے اور گانا گانے کو گناہ سمجھتے ہیں، لیکن قوالیاں سننے سنانے کو گناہ نہیں سمجھتے اس لئے قوالیاں بے خطر سنتے ہیں بلکہ سال کے بعض محترم دنوں میں گانے بند کر کے ان کی جگہ قوالیاں سنتے سناتے ہیں۔ چنانچہ یکم محرم سے دس محرم تک اور یکم ربیع الاول سے بارہ ربیع الاول تک یا رمضان المبارک میں یا شبِ برات میں بجائے گانوں کے قوالیاں سُنی جاتی ہیں۔ اور بعض لوگ ان کو باعثِ ثواب سمجھتے ہیں۔ اور وہ اپنے یہاں "محفلِ قوالی" منعقد کرتے ہیں جس میں بڑے بڑے قوّال بلائے جاتے ہیں جو رات

پھر قوّالیاں سناتے ہیں اور بھاری اجرت وصول کرتے ہیں یہ لوگ اس کا جواز یہ پیش کرتے ہیں کہ بڑے بڑے بزرگوں نے قوالی سنی ہیں اس لئے ہم بھی سنتے ہیں، حالانکہ جن بزرگوں سے قوالیاں سننا ثابت ہے ان سے قوالی سننے کی چند شرطیں بھی ثابت ہیں جو یہ ہیں :

- سُنانے والا بے ریش لڑکا یا عورت نہ ہو۔
- قوالی کے اشعار کا مضمون فحش اور خلافِ شرع نہ ہو۔
- قوالی سنانے والا اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے قوالی سُنائے، قوالی سنا کر اجرت حاصل کرنا اس کا مقصد نہ ہو
- قوالی سننے والے سب متقی پرہیزگار ہوں، فاسق و فاجر، دین سے آزاد اور نفس و شیطان کے پیروکار نہ ہوں۔
- قوالی کے ساتھ دف، ڈھولک اور سارنگی وغیرہ بالکل نہ ہو۔

موجودہ قوالیوں میں یہ شرائط بالکل نہیں پائی جاتیں، اس لئے آج کل کی قوالیاں سننا سنانا حرام ہے اور ان سے بچنا واجب ہے۔

سلطان الاولیاء کی قوّالی سے توبہ

مذکورہ شرائط کے ساتھ جن بزرگوں سے سماع (قوالی) سننا ثابت ہے ان میں سے بعض کی اس سے توبہ بھی ثابت ہے۔ چنانچہ

حکیم الامت تھانویؒ نے اپنے ایک وعظ "الحُدُودُ والقُیُود" میں تفصیل سے اس کا ذکر فرمایا ہے، حضرت ہی کے الفاظ میں یہ پورا قصہ ملاحظہ ہو :

ایک بزرگ سے کسی نے سماع کی بابت سوال کیا کہ اس میں آپ کا فیصلہ کیا ہے یہ جائز ہے یا نہیں ؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ عزیزِ من ! تم نے ایسی بات کا سوال کیا ہے جس کا فیصلہ کرنا ہمارا تمہارا کام نہیں بس ہیں بجائے جواب کے تم کو ایک حکایت سُناتا ہوں وہ یہ کہ قاضی ضیاء الدین سنامیؒ حضرت سلطان الاولیاء سلطان نظام الدین کے ہمعصر ہیں، سلطان جی صاحبِ سماع تھے۔ قاضی سنامیؒ ان کو سماع سے منع کرتے تھے۔ ایک بار قاضی صاحب کو معلوم ہوا کہ سلطان جی کے یہاں سماع ہورہا ہے تو وہ اپنی فوج کو ساتھ لے کر روکنے آئے۔ یہاں پہنچ کر دیکھا تو ایک بڑا شامیانہ قائم تھا اور اس کے اندر سلطان جی کی جماعت کا اسقدر ہجوم تھا کہ قاضی صاحب کو اندر جانے کی جگہ نہ ملی تو انہوں نے حکم دیا کہ خیمہ کی طنابیں کاٹ دو کہ مجمع منتشر ہوجائے۔ فوج نے خیمہ کی طنابیں کاٹ دیں مگر خیمہ اسی طرح ہوا میں معلق رہا، گرا نہیں۔ قاضی صاحب نے اپنی جماعت سے فرمایا کہ اس سے دھوکہ نہ کھانا، بدعتی سے خوارق کا صدور ہوسکتا ہے، اور یہ مُوجبِ قبول نہیں۔

اس وقت تو وہ واپس ہوگئے، دوسرے وقت حضرت سلطان جی کے مکان پر گئے اور فرمایا کہ تم سماع سے توبہ نہ کروگے سلطان جی نے

فرمایا کہ اچھا اگر ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پچھوا دیں جب تو تم منع نہ کروگے کہا اچھا پچھوا دو۔ قاضی صاحب کو سلطان جی کی بزرگی کا علم تھا، جانتے تھے کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرا سکتے ہیں۔ اس لئے سوچا کہ اس دولت کو کیوں چھوڑیں چنانچہ سلطان جی نے ان کی طرف توجہ کی تو ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت مکشوف ہوئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان سے فرما رہے ہیں کہ فقیر کو کیوں تنگ کرتے ہو قاضی سنامیؒ نے عرض کی یا رسول اللہ مجھے کچھ خبر نہیں کہ میں کس حال میں ہوں جاگ رہا ہوں یا سو رہا ہوں اور صحیح طور پر سن رہا ہوں اور سمجھ رہا ہوں یا مدہوش ہوں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جو ارشادات حضرات صحابہؓ نے بحالتِ یقظ (بیداری کی حالت میں) آپ سے سن کر بیان فرمائے ہیں، وہ اس ارشاد سے اولیٰ و اقدم (راجح اور مقدم) ہیں، جو میں اس وقت سن رہا ہوں۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسّم فرمایا۔ اور یہ حالت ختم ہوگئی۔ تو سلطان جی نے فرمایا کہ دیکھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا۔ قاضی صاحب نے کہا اور دیکھا، ہم نے کیا عرض کیا۔ پھر سلطان جی نے قاضی صاحب کے سامنے ہی مُنشِد کو یعنی قوّال کو اشارہ کیا اس نے سماع شروع کیا۔ قاضی صاحب بھی بیٹھے رہے کہ اس بدعت کو یہیں بیٹھ کر توڑوں گا۔ قوّال نے کوئی شعر پڑھا، سلطان جی کو وجد ہوا اور وہ کھڑے ہوگئے قاضی صاحب نے ہاتھ پکڑ کر بٹھلا دیا تھوڑی دیر میں غلبۂ وجد سے پھر کھڑے ہوئے اور قاضی صاحب نے اس دفعہ بھی ان کو بٹھلا دیا۔ تیسری دفعہ سلطان جی پھر کھڑے ہوئے اس دفعہ قاضی صاحب ہاتھ باندھ کر

سلطان جی کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ اس پر قاضی صاحب کی جماعت کو بڑی حیرت ہوئی کہ یہ کیا ہونے لگا۔ سب کا خیال یہ ہوا کہ بس اب آئندہ قاضی صاحب سلطان جی کو سماع سے منع نہ کریں گے مگر جب مجلسِ سماع ختم ہوئی تو قاضی صاحب یہ کہکر اٹھے کہ اچھا میں پھر کبھی آؤں گا اور تم کو اس بدعت سے روکوں گا۔

واپسی کے وقت قاضی صاحب کی جماعت نے ان سے پوچھا کہ یہ کیا بات تھی کہ تیسری دفعہ میں آپ سلطان جی کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو گئے۔ فرمایا بات یہ ہے کہ سلطان جی کو پہلی بار جو وجد ہوا تو اُن کی روح آسمانِ اول تک پہنچی یہاں تک میری بھی رسائی تھی، میں اُن کو وہاں سے واپس لے آیا اور بٹھلا دیا، دوسری بار جو وجد ہوا تو ان کی روح عرش کے نیچے پہنچی یہاں تک بھی میری رسائی تھی، میں وہاں سے بھی ان کو واپس لے آیا۔ تیسری بار جو وجد ہوا تو ان کی روح فوق العرش پہنچی، میں نے چاہا کہ وہاں سے بھی واپس لاؤں کہ ملائکہ عرش نے مجھے روک دیا کہ عرش کے اوپر نظام الدین ہی جا سکتے ہیں تم نہیں جا سکتے (اسوقت مجمع کی عجیب حالت تھی ۱۲ ظ) اور اس وقت مجھے عرش کی تجلیات نظر آئیں میں ان تجلیات کے سامنے دست بستہ کھڑا ہو گیا تھا، اس بدعتی کے سامنے تھوڑا ہی دست بستہ کھڑا تھا وہ چاہے عرش سے اوپر پہنچ جائے مگر اس بدعت سے پھر بھی اس کو منع کروں گا۔ وہ بھی بڑے پکے تھے کہ سلطان جی کے مقامات سے بھی واقف تھے اور خود بھی صاحب

مقامات تھے اور جانتے تھے کہ سلطان جی کا مقام مجھ سے اعلیٰ و ارفع ہے مگر بایںہمہ بدعت کو بدعت ہی سمجھتے رہے یہ بڑا کمال ہے، ورنہ ناقص تو ایسے وقت دھوکہ میں آجاتے اور بدعت کے بدعت ہونے میں تامل کرنے لگے۔ مگر قاضی صاحب کو اس پر بھی تامل نہیں ہوا۔ یہ ان کے کمال کی دلیل تھی اور واقعی ایسے ہی صاحبِ کمال کو سلطان جی پر احتساب کا حق بھی تھا۔

پھر اتفاق ایسا ہوا کہ قاضی صاحب کا وقتِ وصال سلطان جی سے پہلے آیا، سلطان جی ان کی عیادت کو گئے اور دروازہ پر پہنچ کر اجازت مانگی، قاضی صاحب نے فرمایا کہ سلطان سے کہدو کہ یہ وقت وصالِ حق کا وقت ہے، اس وقت میں بدعتی کا چہرہ نہیں دیکھنا چاہتا (اللہ اللہ! کیا ادا تھی اور کیسی پختگی) سلطان جی نے جواب دیا کہ قاضی صاحب سے عرض کردو کہ وہ بدعتی ایسا بےادب نہیں کہ بارگاہِ سنّت میں بدعت سے ملوث ہوکر آتا۔ وہ حضرت والا کے مذاق سے واقف ہے، اور آپ کے مذاق کی پوری رعایت کرکے حاضر ہوا ہے میں اس بدعت سے توبہ کرکے حاضر ہوا ہوں (سبحان اللہ سبحان اللہ! ؎

اس سادگی پہ کون نہ مرجائے اے خدا ؞ لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں)

(اس پر مجمع گویا ذبح ہوگیا تھا ۱۲ ظ) یہ جواب سن کر قاضی پر حالت طاری ہوگئی اور آبدیدہ ہوکر اپنا عمامہ سر سے اتار کر خادم کو دیا کہ سلطان جی سے کہو اس عمامہ پر پاؤں رکھتے ہوئے تشریف لائیں بس ان میں یہی

ایک کسر تھی جو جاتی رہی۔ باقی اُن کے مقامات عالیہ اور کمالات سے میں ناواقف نہیں ہوں ؎

گر بر سر و چشم من نشینی ٭ نازت بکشم کہ نازنینی

(ترجمہ) اگر آپ میرے سر اور آنکھوں پر بیٹھیں تو میں آپ کے ناز برداشت کروں گا اس لئے کہ آپ میرے محبوب ہیں۔

خادم قاضی صاحب کا عمامہ لے کر سلطان جی کے پاس حاضر ہوا تو آپ نے عمامہ کو سر پر رکھ لیا کہ یہ عمامۂ شریعت ہے میں اس کو اپنے سر پر رکھ کر حاضر ہوں گا۔ چنانچہ تشریف لائے اور قاضی صاحب نے فرمایا

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند

(ترجمہ) وہ جو ایک ہی نظر سے مٹی کو سونا بنا دیتے ہیں، کیا ممکن ہے کہ وہ اپنی ایک نظر ہم پر ڈالیں ؟ (ف) تاکہ ہم ناچیز بھی اس کی نظرِ کیمیا اثر سے سونا بن جائیں۔

حضرت اب میرا آخری وقت ہے، للہ میرے اوپر توجہ فرمائیے۔ چنانچہ حضرت سلطان جی نے توجہ شروع کی اور ایسی توجہ کی کہ قاضی صاحب کی روح نہایت فرح و شادانی کے ساتھ عالمِ بالا کو پرواز کر گئی۔ حضرت قاضی صاحب کا وصال ہو گیا تو سلطان جی روتے تھے اور فرماتے تھے کہ افسوس شریعت کا ستون گر گیا۔ اس حکایت کو ذکر کر کے وہ بزرگ فرماتے ہیں کہ بھائی نہ میں نظام الدین ہوں جو اجازت دوں، نہ ضیاء الدین ہوں جو منع کروں۔

یہ حکایت میں نے اخبار الاخیار میں بھی دیکھی ہے مگر مختصر۔

(وعظ "الحُدُودُ والقُیُود" ص ۳۷ تا ۳۹)

جس تقریب میں گانا ہو اس میں شرکت

آج کل گانا سننا سنانا اس قدر عام ہے کہ اکثر شادی بیاہ اور دیگر پُرمسرّت تقریبات میں بھی گانے خوب چلائے جاتے ہیں، بلکہ بعض محلّوں میں اس موقع پر اتنی بلند آواز سے گانے چلاتے ہیں کہ پورا محلّہ ان کی آواز سے گونجتا ہے اور سارے محلہ والے اس آفتِ ناگہانی میں مبتلا ہو جاتے ہیں کیونکہ گانوں کی بلند آواز سے نہ کوئی مطالعہ کرسکتا ہے، نہ تلاوت کرسکتا ہے، نہ عبادت کرسکتا ہے، نہ ذکر و دعا بلکہ کوئی آرام بھی نہیں کرسکتا۔ اس طرح گانوں کی آواز سے دوسروں کو تکلیف پہنچانا حرام اور سخت گناہ ہے اور ایسی تقریبات میں شریک ہونا بھی جائز نہیں ہے خواہ اہل تقریب کتنا ہی بُرا منائیں، اس کی بالکل پرواہ نہ کرنی چاہیئے کیونکہ کسی انسان کو خوش کرنے کی خاطر اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنا جائز نہیں۔

گانا نہ سننے کا ثواب

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہاں ہیں وہ لوگ جو (دنیا میں) اپنے کانوں اور آنکھوں کو شیطانی باجوں کو سننے اور ان کے بجانے والوں کو دیکھنے سے محفوظ رکھتے تھے، انھیں ساری جماعتوں سے الگ کردو، چنانچہ فرشتے انھیں الگ کرکے مشک و عنبر کے ٹیلوں پر

بٹھا دیں گے، اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیں گے کہ
ان لوگوں کو میری پاکی اور بزرگی (کے گیت) سناؤ! چنانچہ فرشتے
انھیں ایسی پیاری (اور سُریلی) آوازوں میں اللہ کا ذکر سنائیں گے
کہ سننے والے نے کبھی ایسی آوازیں نہ سنی ہوں گی۔ (جمع الفوائد)

ف - لہذا گانا گانے، گانا سننے، گانے والیوں کو دیکھنے اور جس محفل
میں گانا باجا ہو رہا ہو وہاں شرکت کرنے سے بچنا چاہئے۔ اور گانا خواہ
کسی مرد و عورت سے براہِ راست سُنا جائے یا کیسٹ کے ذریعہ
یا ریڈیو اور ٹی وی کے ذریعہ، بہرصورت اس سے بچنا چاہئے تاکہ سننے
کے وبال سے حفاظت ہو اور مذکورہ ثواب ملے۔ اللہ تعالیٰ ہی بچنے
کی توفیق دینے والے ہیں۔

وصلی اللہ علیٰ نبینا محمد وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم

بندہ عبدالرؤف سکھروی عفا اللہ عنہ

۲۷ / ۱۱ / ۱۴۱۶ھ

یوم الثلثاء